

10505- رمضان کے بعد نصیحت

سوال

رمضان کے بعد کی نصیحت کیا ہے؟

پسندیدہ جواب

کیا روزے دار رمضان کے بعد بھی اسی حالت پر رہتا ہے جس پر وہ رمضان المبارک میں تھا؟ یا کہ وہ اس عورت کی طرح کرتا ہے جس نے سوت کا تا اور کاتنے کے بعد پھر اسے توڑ ڈالا؟
تو کیا وہ جو رمضان المبارک میں روزہ دار، اور قرآن مجید کا قاری اور تلاوت کرنے والا، اور صدقہ و خیرات کرنے والا، راتوں کو قیام کرنے والا اور دعوتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والا تھا

کیا وہ رمضان کے بعد بھی اسی حالت پر رہے گا یا کہ کسی اور راہ یعنی شیطان کے راستے کا راہی بنتا ہو معاصی و گناہوں کا ارتکاب کرنے لگے گا جو اللہ و رحمن کے غضب کا باعث ہوں؟
بلاشبہ رمضان کے بعد مسلمان کا اعمال صالح کرنے پر صبر کرنا اور اسی حالت پر باقی رہنا اللہ کریم و منان کے ہاں رمضان المبارک کے روزے قبول ہونے کی علامت ہے۔

اور رمضان المبارک کے بعد اعمال صالحہ ترک کرنا اور شیطان کے راستوں پر چلنا ذلت و رسوائی اور حقارت و گھٹیا پن ہے، جیسا کہ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

(وہ اس پر ذلیل ہو گئے تو اس کی نافرمانی شروع کر دی اور اگر وہ اس کے ہاں عزت والے ہوتے تو وہ انہیں اس سے بچا لیتا) اور جب بندہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ذلیل و رسوا ہو جاتا ہے تو کوئی بھی اس کی عزت نہیں کرتا۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿جسے اللہ عزوجل ذلیل کر دے اسے کوئی بھی عزت دینے والا نہیں ہے﴾ الحج (18)۔

تعجب تو اس بات پر ہوتا ہے کہ بعض لوگ رمضان المبارک میں روزے رکھتے قیام کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں صدقہ و خیرات بھی کرتے ہیں اور رب العالمین کی اطاعت بھی بہت زیادہ کرتے ہیں لیکن جیسے ہی رمضان المبارک کا مہینہ گزرا تو؟

ان کی فطرت بدل جاتی ہے اور اپنے رب کے ساتھ ان اخلاق اور ہی ہو جاتا ہے آپ دیکھیں کہ وہ نہ تو نماز پڑھتا ہے اور نہ ہی اعمال صالحہ میں وہ کثرت اور تیزی رہتی ہے بلکہ ان میں قلت آجاتی اور وہ ان سے بھاگنے لگتا ہے۔

وہ معاصی اور گناہ کا ارتکاب کرنے لگتا ہے اور وہ کئی انواع و اقسام میں اللہ تعالیٰ کی معصیت و نافرمانی کرنے لگتا اور اللہ مالک الملک جو کہ قدوس السلام بھی ہے کی اطاعت و فرمانبرداری سے دور بھاگتا ہے۔

اللہ کی قسم وہ لوگ تو بہت ہی برے ہیں جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو صرف رمضان المبارک میں ہی پہچانتے ہیں۔

مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ رمضان المبارک کے بعد زندگی کا ایک نیا صفحہ کو لھے جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ و رجوع اور ہر وقت اور ہر گھڑی میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت و مراقبہ کرتا رہے، تو اس طرح ہر مسلمان شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ مستقل طور پر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا رہے اور ہر گناہ و معصیت کے کام سے بچے اور رمضان المبارک میں جو اطاعات واللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کی کوشش کرتا اسے رمضان کے بعد بھی جاری رکھے۔

اللہ جل جلالہ کا فرمان ہے :

{دن کے دونوں حصوں میں نماز کی پابندی کرتے رہو اور رات کی گھڑیوں میں بھی نماز پڑھا کرو یقیناً نیکیاں برائیاں کو مٹا ڈالتی ہیں، یہ نصیحت حاصل کرنے والوں کے لیے ہی نصیحت ہے
{حود(114)۔

اور نبی مکر صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

(اور برائی ہو جائے تو بعد میں نیکی کیا کرو اس برائی کو وہ ختم کر دے گی، اور لوگوں سے حسن اخلاق سے پیش آیا کرو)۔

اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو جس مقصد کے لیے پیدا فرمایا ہے وہ صرف اور صرف اپنی وحدہ لا شریک کی عبادت ہے، جو کہ ایک عظیم بلند اور اعلیٰ مقصد ہے، اور وہ یہی ہے کہ ہم عبودیت صرف اللہ عزوجل کی بجلائیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ رمضان المبارک میں یہ کام بہت اچھے انداز میں ہوتا ہے اور دیکھتے ہیں کہ لوگ جوق در جوق اکیلے اور گروپوں میں مساجد کا رخ کرتے ہیں، ہم نے یہ بھی دیکھا کہ وہ فرائض کی ادائیگی میں بھی وقت کی پابندی کرتے اور صدقہ و خیرات کرنے پر حریص ہوتے ہیں۔

نیکی و بھلائی اور خیر کے کاموں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے اور ان میں جلدی کرتے ہیں اور اسی چیز میں سبقت لے جانے والوں کو سبقت لے جانی چاہیے، اور ایسا کام کرنے والے ان شاء اللہ ماجور ہے۔

لیکن اب ایک چیز باقی ہے کہ اس نیکی اور بھلائی پر دنیا و آخرت کی زندگی میں کون ثابت قدم رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ثابت قدمی عطا کرتا ہے، تو رمضان المبارک کے بعد اللہ تعالیٰ جسے اعمال صالحہ پر ثابت قدم رکھے اس کے لیے بہت بڑی کامیابی ہے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

{تمام تر صاف ستھرے کلمات اسی کی طرف چڑھتے ہیں اور نیک و صالح اعمال ان کو بلند کرتا ہے جو لوگ برائیوں کے داؤ گھات میں لگے رہتے ہیں ان کے لیے سخت تر عذاب ہے
اور ان کا مگر برباد ہو جائے گا {فاطر(10)۔

اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ ہر وقت اور دور میں اعمال صالحہ اللہ تعالیٰ کے قرب کا سب سے بڑا ذریعہ ہیں، پھر یہ بھی ہے کہ جو رب رمضان المبارک کا ہے وہی رب جمادی اور شبان و ذی الحجہ اور محرم اور صفر اور باقی سارے مہینوں کا بھی ہے۔

اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے جو عبادت مشروع کی ہے وہ اسلام کے پانچ ارکان میں سے جن میں رمضان المبارک کے روزے بھی ہیں جو ایک وقت محدود میں آتے ہیں، تو اس طرح باقی ارکان حج زکاة و نماز وغیرہ میں بھی ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہیں۔

لہذا ہمیں وہ بھی کما حقہ ادا کرنا ضروری ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو اور پھر ہمیں اس کی کوشش کی کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جس مقصد کے لیے پیدا فرمایا ہے وہ بھی پورا ہو۔
اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

{اور میں نے تو جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے ہی پیدا فرمایا ہے}۔ الذاریات (56)۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے صحابہ کرام کو نیکی اور بھلائی کے کاموں میں سبقت لے جانے اور ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی راہنمائی کرتے ہوئے کچھ اس طرح فرمایا :
{کچھ درہم دینار سے بھی سبقت لے جاتے ہیں۔۔۔۔۔}۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اگر صدقہ کرنے والا صحت مند اور صحیح ہو اور اسے فقر کا بھی کاخدشہ ہو تو اس وقت کا کیا ہو اصدقہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت زیادہ وزن رکھتا ہے اور اس کے اعمال صالحہ میں وزن کا باعث ہوگا۔

لیکن وہ جو صدقہ کرنے کو ناتا رہتا اور کہتا ہے کہ میں عنقریب صدقہ کروں گا لیکن کرتا نہیں اور جب اسے بیماری آد بوچتی ہے تو کہتا ہے کہ فلاں کو اتنا دے دو اور فلاں کو اتنا اور فلاں کو اتنا دے دو، تو اس طرح کے آدمی کے بارہ اللہ بچائے کہ اس کے اعمال کو رد کر دیا جائے اور اس کے اعمال تبار ہو جائیں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

{اللہ تعالیٰ توبہ صرف انہی لوگوں کی قبول فرماتا ہے جو نادانی اور جہالت کی بنا پر کوئی عمل کر بیٹھے ہیں اور پھر جلد ہی اس سے توبہ بھی کرتے ہیں اور اس سے باز آجاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی ان کی توبہ قبول کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بڑے علم والا اور حکمت والا ہے۔

ان کی توبہ قبول نہیں جو برائیاں کرتے چلے جائیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے پاس موت آجائے تو کہہ دے کہ میں نے اب توبہ کی اور ان کی توبہ بھی قبول نہیں جو کفر پر ہی مرجائیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے ہم نے الناک عذاب تیار کر رکھا ہے} (17-18)۔

تو اس لیے متقی و صاف شفاف مومن کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے ڈرتا رہے اس کا تقویٰ اختیار کرے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری پر حرص رکھے اور ہر وقت و ہمیشہ کے لیے خیر و بھلائی اور دعوتی کاموں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں مشغول رہے۔

مومن کے زندگی کے ایام و شب خزانے کی طرح ہیں وہ دیکھتے کہ اس نے اس میں کیا کچھ اضافہ کیا اور جمع کر رکھا ہے اگر تو اس نے ان ایام و شب کے اندر نیکی و بھلائی کے کام کر کے اپنے زخیرہ میں نیکیوں کا اضافہ کیا تو یہ اشب و روز اس کے حق میں گواہی دیں گے اور اگر اس نے اس کے علاوہ کچھ اور کیا تو وہ سب کچھ اس پر وبال ہوگا ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ مجھے اور آپ کو خسارہ و نقصان سے بچا کر رکھے۔ آمین۔

پھر علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہ بھی قول ہے کہ :

قبول اعمال کی علامت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نیکی اور اعمال صالحہ کے بعد اور نیکی کرنے کی توفیق دیتا ہے تو اس طرح نیکی بہن بہن کی آوازیں لگاتی ہے، اور برائی بھی بہن کی بہن کی آوازیں لگا کر اپنی دوسری برائی کو دعوت دیتی ہے اللہ تعالیٰ اس سے بچا کر رکھے۔

اس لیے جب اللہ تعالیٰ بندے کی رمضان المبارک میں کی ہوئی عبادت کو شرف قبولیت بخشا ہے اور انسان اس رمضان مدرسہ اور ورکشاپ سے مستفید ہوتا اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری پر استقامت اختیار کرتا ہے تو پھر وہ بھی اس قافلے میں شامل ہوتا ہے جن کی عبادت و دعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی :

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان کچھ اس طرح ہے :

{واقعی جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب و پروردگار اللہ تعالیٰ ہے اور پھر اسی پر قائم رہے ان کے پاس فرشتے نازل ہوتے (اور یہ کہتے ہیں) کہ تم پر کچھ بھی امیدہ نہیں اور غم بھی نہ کرو بلکہ اس جنت کی بشارت سن لو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے

تمہاری دنیوی زندگی میں بھی ہم تمہارے رفیق تھے اور آخرت میں بھی رہیں گے، جس چیز کو تمہارا جی چاہے اور جو کچھ تم مانگو سب کچھ تمہارے لیے (جنت میں) ہے {فصلت (30-31) -}

اور ایک دوسرے مقام پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان کچھ اس طرح ہے :

{بلاشبہ جن لوگوں نے یہ کہہ دیا کہ ہمارا رب و پروردگار اللہ تعالیٰ ہے اور پھر اس پر استقامت اختیار کر لی نہ تو ان پر کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ عمکین ہوں گے۔ الاحقاف (13) -}

تو اس طرح استقامت کا یہ قافلہ ایک رمضان سے لیکر دوسرے رمضان تک چلتا رہتا ہے اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے :

(نماز دوسری نماز تک اور رمضان دوسرے رمضان تک اور حج دوسرے حج تک جب تک کبیرہ گناہوں سے بچا جاتا رہے تو (یہ سب کچھ) صغیرہ گناہوں سے کفارہ بن جاتی ہیں) -

اور اسی طرح اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا بھی ایک مقام پر کچھ اس طرح فرمان ہے :

{اگر تم کبیرہ گناہوں سے بچتے رہو گے جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے تو ہم تمہارے چھوٹے گناہ معاف کر دیں گے۔ النساء (31) -}

اس لیے مومن کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی عاقل و بالغ ہونے کے پہلے دن سے لیکر اپنے آخری سانسوں تک استقامت کے قافلہ اور نجات کی کشتی میں سوار رہے، تو اس طرح وہ لالہ اللہ کے سایہ چلے گا اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا سایہ حاصل کرے گا۔

کیونکہ یہی دین حق ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہم پر رمضان المبارک میں استقامت اختیار کرنے کا احسان بھی کیا ہے اور وہی ہے جو ہم پر اپنی عطا و فیض کا انعام اور فضل کرم کرتا اور ہمیں عزت سے نوازتا ہے کہ ہم رمضان کے بعد بھی اس کی اطاعت و فرمانبرداری اور عبادت کرتے رہیں۔

اس لیے ہمارے مسلمان بھائی آپ یہ مت بھولیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رمضان المبارک میں اعتکاف اور صدقہ و خیرات اور رمضان کے روزے رکھنے کی توفیق دے کر احسان فرمایا اور آپ پر یہ بھی احسان کیا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے اور اسے اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت بخشا۔

بھائی آپ یہ بھی نہ بھولیں کہ یہ نیکیاں اور یہ توفیق ایسی چیز ہے جس کا آپ اس کا خیال رکھنا ضروری ہے اور اس کی حفاظت کرنا بھی نہ بھولیں اس لیے اس کی حفاظت کا حق ادا کریں لہذا ان نیکیوں کو برائیوں اور باطل اعمال کے ذریعے ختم نہ کریں، اس لیے آپ خیر و بھلائی کا بیج بونے کی کوشش کریں اور سعادت و فلاح کامیابی کے راستے پر چلتے ہوئے استقامت اختیار کریں جس سے آپ کو اللہ تعالیٰ اور دار آخرت حاصل ہوگا۔

تو پھر اس وقت آپ کو یہ کہا جائے گا کہ آپ اس جنت کے ساتھ خوش ہو جائیں جس کی چوڑائی آسمان وزمین کے برابر ہے اور مستقی و پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے، اور پھر آپ اللہ تعالیٰ کی اس منادی میں شامل ہوں گے:

اے بھلائی اور خیر کے کاموں سے دور بھاگنے والے واپس آ جاؤ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ آگ سے چھٹکارا دے رہا ہے، اور اسے شر و برائی کرنے والے رک جا اور اسے کم کر دے۔

اور آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول پر بھی عمل کر لیا:

(جس نے بھی رمضان المبارک میں ایمان اور ثواب کی نیت سے قیام کیا اس کے پہلے سب گناہ معاف کر دیے گئے، اور جس نے بھی لیلة القدر کا ایمان اور ثواب کی نیت سے قیام کیا اس کے پہلے سب گناہ معاف کر دیے گئے)۔

ہم اللہ عزوجل سے دعا گو ہیں کہ جس نے ہم اور آپ پر رمضان کے روزے اور اعتکاف اور عمرہ اور صدقہ و خیرات کرنے کی توفیق بخش کر احسان کیا اور ہم پر ایمان و ہدایت اور تقویٰ کا بھی احسان کیا اور پھر احسان عظیم کرتے ہوئے ہمارے اعمال صالحہ بھی قبول فرمائے اور ان اعمال ہر ہمیں استقامت کی توفیق بخشے اس لیے کہ اعمال صالحہ پر استمرا اور انہیں مستقل کرنا اللہ تعالیٰ کی بہت ہی بڑی قربت ہے۔

اور اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آ کر کہنے لگا: مجھے وصیت و نصیحت فرمائیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا:

(کہو کہ میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور پھر اس قول پر استقامت اختیار کرو) صحیح بخاری و صحیح مسلم۔

اور ایک روایت میں ہے کہ:

(کہو کہ میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا، پھر اس پر جم جاؤ اور استقامت اختیار کرو، وہ کہنے لگا اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو سب لوگ کہتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم سے پہلے لوگوں نے میں ایک قوم نے یہ کہا لیکن انہوں نے اس پر استقامت اختیار نہیں کی) مسند احمد۔

تو اس لیے مومنوں پر ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور استقامت پر قائم رہیں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ کئی بات کے ساتھ مضبوط رکھتا ہے دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی ہاں نا انصاف لوگوں کو اللہ تعالیٰ بہکا دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ جو چاہے کرتا ہے﴾۔ ابراہیم

(27)۔

جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری پر استقامت اختیار کرتا ہے اسی کی وہ دعا بھی قبول ہوتی ہے جو ایک دن میں پچیس بار سے بھی زیادہ مرتبہ دہرائی جاتی ہے اور وہ دعا یہ ہے:

﴿اے اللہ ہمیں صراط مستقیم پر ثابت قدم رکھ﴾، جو ہم سورۃ فاتحہ میں ہر رکعت کی اندر پڑھتے ہیں۔

ہم اسے زبان سے کیوں ادا کرتے ہیں اور اس پر ہمارا اعتقاد جازم کیوں ہے اس لیے کہ جب ہم اس پر استقامت اختیار کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمادے گا لیکن مشکل یہ ہے کہ

ہم اس کی عملی تطبیق میں سستی کرتے ہیں، لہذا ہم پر ضروری ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتے ہوئے اس پر عملی اور اعتقادی اور قوی طور پر تطبیق کریں۔

اور پھر اس صراط مستقیم کے قافلے میں شامل ہوں اور ہم ایک نعبہ و ایک نستعین کی راہ پر اھدنا الصراط المستقیم کی چھاؤں میں چلتے ہوئے آسمان وزمین جتنی چوڑی جنتوں کے مالک بن کر اس میں داخل ہوں اور اس جنت کی چابی لا الہ الا اللہ ہے اس پر عمل کر کے اسے ضرور حاصل کریں۔

جب تک ہم اس کے معانی اور لوازمات پر عمل نہیں کرتے اس وقت تک جنت میں داخلہ ناممکن ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمارا اور آپ کا خاتمہ خیر و بھلائی پر کرے آمین۔

رمضان المبارک کے بعد لوگوں کی کئی اقسام و انواع بن جاتی ہیں جن میں سب سے بڑی دو قسمیں ہیں :

ایک قسم تو وہ ہے کہ آپ انہیں رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے میں مجتہد پائیں گے، آپ اسے جب بھی دیکھیں یا تو وہ سجدہ میں ہوگا اور یا پھر قیام کر رہا ہوں یا پھر قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے پائیں گے، اور یا پھر آپ اسے روتا ہوا پائیں گے کہ آپ کو سلف کی عبادت یاد آئے گی۔

اور آپ اس کی شدت اجتہاد اور کوشش کی وجہ سے اس کے ساتھ شفقت و پیار اور محبت کرنے لگیں گے، لیکن جیسے ہی شرف و فضیلت کا مہینہ رمضان المبارک ختم ہوا تو وہی شخص اپنی معاصی اور گناہ کی زندگی کی طرف لوٹ آیا گویا کہ وہ اطاعت کے قید خانہ میں بند تھا۔

تو اس طرح وہ شہوات و غفلت کی طرف واپس آ کر یہ گمان کرتا ہے کہ اس میں ہی اس کے ہم و غم اور پریشانی کا علاج ہے اور وہ مسکین یہ بھول جاتا ہے کہ معاصی اور گناہ ہلاکت کا سبب ہیں۔

وہ بھول جاتا ہے کہ گناہ اور معاصی زخم ہیں اور پھر ان میں سے کچھ ایسے زخم بھی ہیں جو اسے قتل بھی کر سکتے ہیں، تو دیکھیں کتنے گناہ اور معصیت ایسے ہیں جس کی بنا پر بندہ موت کے وقت کلمہ لا الہ الا اللہ سے محروم ہو جاتا ہے۔

وہ رمضان المبارک کا پورا مہینہ اطاعت و فرمانبرداری اور ایمان و قرآن کی تلاوت اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والی سب عبادات میں گزارنے کے بعد دوبارہ پیچھے کی جانب اوندھے منہ جاگرتا ہے (لا حول ولا قوۃ الا باللہ)

اور سالانہ (فصلی بٹیرے کی طرح) عبادت کرنے والے جنہوں نے صرف موسم میں ہی عبادت کرنی ہوتی ہو وہ صرف اللہ تعالیٰ کو اسی موسم میں جانتے ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں یا پھر کسی سزا کے ڈر سے لیکن جب یہ موسم چلا جائے تو اطاعت و فرمانبرداری بھی ختم افسوس ان کی یہ عادت تو بہت ہی بری اور غلط حرکت ہے :

ایک شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے :

نمازی نے نماز صرف کسی مطلب کے لیے پڑھی اور جب وہ مطلب پورا ہو گیا تو نہ نماز اور نہ ہی روزہ۔

افسوس! تو بتائیں کہ جب رمضان المبارک کے بعد پھر اسی غلط کاموں اور شنیع حرکتوں کی طرف پلٹتا ہے تو پھر اس پورے مہینہ کی عبادت کا کیا فائدہ؟

دوسری قسم :

رمضان کے بعد لوگوں کی دوسری قسم وہ ہے جنہیں رمضان المبارک کے جانے کا افسوس ہوتا اور انہیں تکلیف محسوس ہوتی اس لیے کہ انہوں نے رمضان المبارک میں عافیت کی مٹھاس چھچی ہے جس کی بنا پر ان کے صبر کی کڑواہٹ جاتی رہی۔

اس لیے کہ انہوں نے اپنے آپ کی حقیقت کو پہچان لیا کہ وہ اپنے رب کی محتاج ہے اور اس کی اطاعت بھی کرنی ہے، اسی لیے انہوں نے روزے بھی حقیقی روزے رکھے اور رمضان المبارک میں راتوں کا قیام بھی شوق سے کیا۔

اس لیے رمضان المبارک کے وداع ہونے سے ان کے آنسو جاری ہوتے ہیں اور ان کے دل دھل جاتے ہیں، اور ان میں گناہوں کا اسیر یہ امید رکھتا ہے کہ وہ آگ سے آزادی حاصل کر کے نجات حاصل کر لے گا، اور قبول اعمال کے قافلہ میں شامل ہوگا،

میرے بجائی آپ اپنے آپ سے سوال کریں کہ آپ ان دونوں قسموں میں سے کس قسم کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں؟ اور اللہ کی قسم کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں، الحمد للہ، بلکہ اکثر کو تو علم ہی نہیں۔

اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل فرمان کے بارہ میں مفسرین کا قول ہے کہ:

﴿کہہ دیجئے! ہر شخص اپنے طریقے پر عمل کرتا ہے﴾۔ الاسراء (84)۔

مفسرین کہتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ ہر شخص اپنے پائے جانے والے اخلاق کے مماثل اعمال کرتا ہے، اور اس میں کافر کی مذمت اور مومن کی مدح ہے۔

میرے بجائی آپ کے علم میں ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب اور پسندیدہ عمل وہ ہیں جو ہمیشہ کیے جائیں چاہے وہ تھوڑے ہی کیوں نہ ہوں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

﴿لوگو! جتنی بھی طاقت رکھتے ہو عمل کیا کرو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کو ملال نہیں ہوتا حتیٰ کہ تم خود تنگ دل ہو کر اکتا ہٹ محسوس کرنے لگو، اور اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ترین اعمال وہ ہیں جن پر ہمیشگی کی جائے چاہے وہ کم ہی کیوں نہ ہوں، اور جب آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کوئی عمل کرتے تو اس پر ہمیشگی اور دوام کرتے تھے﴾۔ صحیح مسلم۔

اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے محبوب اور پسندیدہ ترین اعمال کون سے ہیں؟ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تھا: (ہمیشہ کیا جانے والا اگرچہ وہ کم ہی ہو)۔

اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال کی کیفیت کیا تھی؟ کیا وہ ایام میں سے کسی دن کو خاص کیا کرتے تھے؟

تو عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب میں فرمایا:

نہیں ان کے اعمال تو ہمیشگی والے ہوتے تھے، اور تم میں سے کون ہے جو یہ طاقت رکھے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح عمل کر سکے۔

تو عبادات کی مشروعیت ان کی شرائط اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرح ہیں، اور حج اور عمرہ اور ان کے نوافل، اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، طلب علم، جہاد فی سبیل اللہ، اور اس کے علاوہ دوسرے اعمال کرنے کی کوشش کریں اور ان پر مداومت اور ہمیشگی کریں۔

اور حسب استطاعت عبادات کو بحال لانے کی کوشش کریں، اللہ تعالیٰ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آل اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر رحمتیں نازل فرمائے، آمین یا رب العالمین۔

واللہ اعلم.